Name of Scholar	:	Shafeeq ur Rahman
Name of Supervisor	:	Prof. Akhtarul Wasey
Department	:	Islamic Studies
Title of Thesis	:	Development of Islamic Economics Thoughts in Indian Sub-Continent

نتیجہ بحث

برصغیر ہند میں اسلامی معاشی افکار کا ارتقاء

اسلام کی معاشی تعلیمات قرآن وسنت میں ابتداء سے ہی موجود ہیں، جس طرح اسلام نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے ہدایات نازل کی ہیں، اسی طرح معاشی امور میں بھی اسلام انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام انسانی زندگی کو معاشی، سیاسی وسماجی شعبوں میں تقسیم نہ کر کے اس کی مجموعی حیثیت سے کامیابی وانصاف پر مبنی سماج کی تخلیق کو مقاصدِ شریعت میں شامل کرتا ہے۔ البتہ جداگانہ علم کی حیثیت سے اسلامی معاشیات کی ابتداء برصغیر ہند میں ہوتی ہے جہاں مختلف علمی وسیاسی محرکات کے پیشِ نظر اسلامی مفکرین (شاہ ولی اللہ دہلوی اور علامہ اقبال) علماءِ دین (مولانا طفیل منگلوری، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا مناظر گیلانی اور مولانا مودودی) اور جدید ماہرینِ اسلامی معاشیات (ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، پروفیسر خورشید، ڈاکٹر فریدی، ڈاکٹر چھاپرا اور ڈاکٹر اوصاف) نے مسلمانوں کو سرمایہ دارانہ واشتراکی نظام کے برخلاف اسلامی تعلیمات اور نظام کی طرف رجوع ہونے کی دعوت دی اور ایک ایسے اسلامی معاشی ومالیاتی نظام کی تفصیلات بیان کیں، جو دنیاوی زندگی اور ذاتی منفعت کے ساتھ ساتھ اخروی دنیا کی کامیابی اور اجتماعی منفعت کے حصول جیسے اعلیٰ مقاصد رکھتا ہے۔ انھوں نے مروجہ معاشی نظاموں پر زبردست تنقید کی، اسلامی نظام کو سیاسی وسماجی معاشی علیحدگی کے بجائے ایک جامع نظامِ حیات کے طور پر پیش کیا، دولت کی معمولی عدمِ مساوات کو معاشرہ میں فطری عمل بتایا اور اس میں زیادتی کو غیر منصفانہ قرار دیا، سود کی تمام صورتیں ان کے نزدیک ناجائز ہیں سوائے مولانا طفیل اور مولانا گیلانی کے۔ ان تمام تفصیلات کے علاوہ جدید ماہرین اسلامی معاشیات نے مروجہ مالیاتی وبنک کاری اور معاشی نظاموں کے متبادل کے طور پر اسلامی منتجات وخدمات کو تشکیل دیا۔

تاریخی پس منظر اور مبتدئین کے افکار وخیالات کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ اس مقالے میں اسلامی نظام کے نصف صدی کے عملی سفر کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے، جس میں پتہ چلتا ہے کہ جن تبدیلیوں اور مقاصد کی کامیابیوں کا اس نظام کے ذریعہ دعویٰ کیا گیا تھا، ان کا حصول ابھی مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں کے درمیان پھیلی ہوئی عام غربت، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور مسلم مملکتوں کی اقتصادی پسماندگی ایسی صورتحال ہیں، جو اسلام کے معاشی نظام کی صحیح تصویر نہیں پیش کر رہی ہیں۔ اس عدم کارکردگی کے جہاں بہت سے عوامل ہیں، ان میں خاص طور پر اسلامی بنک کاری ومالیات کو اسلام کے مجموعی معاشی نظام پر غیر

ضروری فوقیت اور جدید اسلامی بنک کاری اداروں کا بھی منافع کی یقین دہانی اور قرض جات پر مبنی منتجات کا بڑھتا ہوا استعمال ہے۔ جس نے اسلامی مالیات و بنک کاری کی روح کو ہی ختم کر دیا ہے۔اور اسے مروجہ مالیاتی نظام کے مشابہ کر دیا ہے۔ ہندوستان میں بھی اسلامی بنک کاری کے تجربات کی ناکامی کی بنیادی وجہ ان اداروں کی انتظامیہ اور مسلم عوام الناس میں اسلامی تعلیمات کے مطابق جذبہ اور کردار کی کمی ہے۔

مقالہ کے مطالعہ سے یہ اہم بات بھی سامنے آتی ہے کہ بیشک برصغیر میں اسلامی معاشی افکار کی شروعات نے اسلامی معاشیات کو بحیثیت ایک علم تشکیل ہونے اور عالمی سطح پر اسلامی مالیاتی و بنک کاری اداروں کے قائم ہونے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔لیکن افکار کی یہ رفتار قحط الرجالی اور نئے خیالات شامل نہ ہونے کی وجہ سے سست رفتاری کی شکار ہوگئی ہے۔اس لیے ضرورت ہے کہ برصغیر اور پورے عالم میں ایسے اداروں کو قائم کیا جائے جو نئی نسل کے ماہرین اسلامی معاشیات کی سرپرستی کریں اور انھیں مالی و اخلاقی تعاون دیں،تاکہ وہ یکسوئی کے ساتھ نئے مسائل و درپیش چیلنجز کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل تلاش کریں اور اس علم کو مزید ترقی دیں۔